اوضح القرآن مسمیٰ بہ تفسیر احمدی
(ترجمہ وتفسیر کا ناقدانہ جائزہ)

محمد عمران*

عبدالرؤف ظفر**

بانی جماعت احمدیہ، مرزا غلام احمد (۱۸۳۵ء۔۱۹۰۸ء) نے اپنے باطل عقائد ونظریات کو آگے پھیلانے کے لیے تحریک قرآنی کا سہارا بھی لیا۔اس کے لیے اس نے حکیم نور الدین بھیروی (۱۸۴۱ء۔۱۹۱۴ء) اور محمد علی لاہوری (م۱۹۵۱ء) کو یہ ذمہ داری سونپی۔حکیم نور الدین روزانہ مرزا غلام احمد کے حکم پر درس دیا کرتے تھے اور جماعت احمدیہ میں ان کے دروس قرآن ریڑھ کی حیثیت رکھتے ہیں اور محمد علی لاہوری کے ذمے قرآن کا ترجمہ انگریزی زبان لگایا گیا۔محمد علی لاہوری جماعت احمدیہ میں اشاعت قرآن کے لحاظ سے سرفہرست مانے جاتے ہیں۔ اس قرآنی تحریک کا یہ نتیجہ نکلا کہ جماعت احمدیہ، ربوہ گروپ نے ۳۳ زبانوں میں سورہ فاتحہ کا ترجمہ، ایک سو ایک مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے منتخب حصوں کا ترجمہ کیا۔مثلا سورہ فاتحہ، آیۃ الکرسی، سورہ اخلاص اور سورہ الناس وغیرہ۔اور ۳۷ زبانوں میں پورے قرآن مجید کا ترجمہ کیا۔ اور تا حال جماعت احمدیہ، ربوہ کی طرف سے مختلف زبانوں میں تراجم قرآن پر کام ہورہا ہے۔اسی طرح جماعت احمدیہ، لاہور کی طرف سے بارہ زبانوں میں تراجم قرآن کے ساتھ ساتھ قرآن کی تفسیر بھی کی گئی ہے۔لیکن اس تمام کام میں مرزا غلام احمد قادیانی کے باطل عقائد و نظریات، بہت سی آیات کا من گھڑت ترجمہ، تفسیر میں ہوائے نفس کی اتباع کرنا اور متشابہ آیات میں اپنی رائے کو حتمی شکل دینے میں تمام قادیانی مفسرین اور مترجمین یہ طریقہ اختیار کر کے خاتم النبیین آنحضرت ﷺ کے درج ذیل فرمان کے مصداق ٹھہرے ہیں"عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من قال فی القرآن برایہ فلیتبوأ مقعدہ من النار و فی روایۃ من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار ۔"(ا۔الف) ان تراجم قرآن میں مولوی میر محمد سعید (ا۔ب) کے ترجمہ قرآن کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔مولوی میر محمد سعید کا ترجمہ قرآن جو کہ جماعت احمدیہ میں تحریری طور پر منظر عام پر آیا۔

---

* پی ایچ، ڈی ریسرچ سکالر (شعبہ علوم اسلامیہ) یونیورسٹی آف سرگودھا، پاکستان۔

** چیئرمین (شعبہ علوم اسلامیہ) یونیورسٹی آف سرگودھا، پاکستان۔

اس ترجمہ کی جماعت احمدیہ میں اہمیت کے پیشِ نظر مقالے کا حصہ بنایا گیا ہے تاکہ جماعت احمدیہ کے عقائد و نظریات،تحریفات قرآنی اور قرآنی منہج کو منظر عام پر لایا جاسکے۔

مولوی میر محمد سعید اوران کی تفسیر اوضح القرآن مسمی بہ تفسیر احمدی

عقیدہ: مولوی میر محمد سعید کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پا گئے ہیں اور اسی طرح مرزا غلام احمد اللہ کا نبی ہے اور آنحضرت ﷺ کا نزول ثانی مرزا غلام احمد کی صورت میں ہوا۔اس بات کو انہوں نے اپنی تفسیر میں بھی بیان کیا ہے۔

تفسیر اوضح القرآن مسمیٰ بہ تفسیر احمدی کا تعارف:بانی جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد نے اپنے مخالفین سے کہا تھا کہ ”میں چاہتا ہوں کہ ایک تفسیر بھی تیار کرکے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر ان کے پاس بھیجی جائے(ان کے مخالفین)۔میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے رہ نہیں سکتا کہ یہ میرا کام ہے،دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہوگا“(۲)

مگر افسوس مرزا غلام احمد اپنی زندگی میں قرآن مجید کی کوئی تفسیر نہیں لکھ سکا۔جماعت احمدیہ نے بعد میں ان کے مختلف اقوال جمع کرکے قرآن کی مکمل تفسیر ان کے نام منسوب کردی ہے۔جماعت احمدیہ میں تحریری طور پر سب سے پہلی تفسیر مولوی میر محمد سعید کی تفسیر اوضح القرآن مسمی بہ تفسیر احمدی ہے۔اس تفسیر کے دو حصے ہیں۔حصہ اول ترجمۂ قرآن پر مشتمل ہے اور ساتھ کہیں کہیں بعض الفاظ کی تشریح بھی موجود ہے اور حصہ دوم میں آیات کے جملوں کی تشریح اس انداز میں کی گئی ہے۔ہر سورۃ میں لفظِ ”ت“ کے بعد مضمون نمبر لکھ کر قرآنی آیت کی تشریح کرتے ہیں۔حصہ دوم میں پورے قرآن کے ۲۶۰۶ جملوں کی تشریح کی ہے۔اس تفسیر میں ”ت“ سے تفسیری حوالہ نمبر دے کر اس حوالے کی تشریح کرتے ہیں۔یہ تفسیر ۱۹۱۵ء میں مکتبہ مرتضائی پریس،آگرہ سے شائع ہوئی۔حصہ اول کے ۲۶۳ صفحات ہیں اور حصہ دوم کے ۱۹۶ صفحات ہیں۔یہ تفسیر اب بالکل نایاب ہے پاکستان میں صرف خلافت لائبریری،ربوہ میں موجود ہے جو انتہائی مخدوش ہے۔

اوضح القرآن مسمیٰ بہ تفسیر احمدی کا منہج:مولوی میر محمد سعید نے قرآنی آیات کے اہم جملوں کی وضاحت کرتے ہوئے یہ انداز اپنایا ہے کہ سب سے پہلے سورت کا تعارف کراتے ہیں اس کے بعد آیت لکھ کر اس کی مختصر سی وضاحت کرتے ہیں۔اس میں لفظِ ”ت“ لکھ کر مضمون نمبر اور آگے آیتِ قرآنی کا حصہ لکھ کر اپنے انداز میں چند سطروں کی تشریح کرتے ہیں جس میں لغات،اشعار اور مرزا غلام احمد قادیانی جماعت کے خلیفۂ اول حکیم نور الدین بھیروی کے اقوال کا کثرت سے حوالہ دیتے ہیں۔اور حنفی المسلک کو ترجیح دیتے ہیں اور شیعہ حضرات کا کثرت سے رد کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

تفسیر اوضح القرآن مسمیٰ بہ تفسیر احمدی کے مصادر و مراجع: مولوی میر محمد سعید لغات میں سے مفردات القرآن و لسان العرب اور مرزا غلام احمد قادیانی، حکیم نور الدین بھیروی کے اقوال اور اردو اشعار سے استدلال کرتے ہیں۔

تفسیر اوضح القرآن مسمیٰ بہ تفسیر احمدی کا اصولِ تفسیر کی روشنی میں جائزہ: مولوی میر محمد سعید اپنی تفسیر میں تفسیر بالرائے کی سخت مخالفت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''یہود میں یہ عادت تھی کہ تورات کو اس کے حقیقی مطلب کے خلاف لوگوں کے بہکانے کے لئے اپنی رائے کے تابع کرتے اور ایسی کوشش کرتے کہ اس مدعائے باطل کو الفاظِ کتاب سے ثابت کرتے، تفسیر بیان کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ایسی تفسیر بیان کی جائے جو کہ قرآن کی کسی آیت کے خلاف نہ ہو کسی حدیثِ صحیح کے خلاف ہو نہ قواعدِ عربیہ اور لغت کے خلاف ہو جو اس کے خلاف پر جرأت کرے گا اس نے تفسیر بالرائے کی گویا تقوّل علی اللہ کیا۔ ایسے لوگ ایک مطلب پہلے اپنے دل میں بنا لیتے ہیں پھر اس کو قرآن کی کسی آیت سے ثابت کرنا چاہتے پھر قرآن کو موڑ توڑ کر اس مطلب میں ڈھال لاتے ہیں۔''(۳) مولوی میر محمد سعید تفسیر بالرائے المذموم کی سخت مذمت کرنے کے باوجود خود اس سے نہ بچ سکے اور اپنی تفسیر و ترجمہ قرآن میں بہت سے معجزات کا انکار کرنے کے ساتھ ساتھ آیتِ قرآنی کے مفہوم کو بھی تبدیل کر دیا ہے جس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

ثُمَّ بَعَثْنَاكُم مِّن بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔ (۴)

''پھر زندہ کیا ہم نے تم کو تمہاری موت کے بعد تا کہ تم شکر گزار بنو۔''

تفسیر احمدی کا ترجمہ:

''پھر اس موت کی حالت سے تم کو ہم نے اٹھا کھڑا کیا تا کہ تم شکر گزار بن جاؤ۔ (۵) حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ صاعقہ سے غشی ہوگئی تھی حالت موت کو پہنچ گئے تھے دوبارہ زندگی ہوئی۔''

تفسیر ابن عباس میں ہے کہ'' **[فأخذتكم الصاعقة]فاحرقتكم النار[ثم بعثناكم]أحييناكم[من بعدموتكم]حرقكم[لعلكم تشكرون]لكى تشكروا احيائى ۔**''(۶)

اس آیت میں مولوی میر محمد سعید بنی اسرائیل کی موت کا انکار کر بیٹھے۔

فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا (۷)

لہٰذا ہم نے کہا ضرب لگاؤ مقتول کو اس گائے کے کسی ٹکڑے سے۔

تفسیر احمدی کا ترجمہ:

پس ہم نے حکم دیا ہے کہ بعض کو بعض کے ساتھ مارو قاتل کو قتل کرو (۸)

مولوی میر محمد سعید نے جو یہ ترجمہ کیا ہے کہ قاتل کو قتل کرو یہ کس لفظ کا کیا ہے۔قرآنی آیت کا تو یہ ترجمہ کسی نے نہیں کیا۔تفسیر ابن کثیر میں ہے:

"هذا لبعض أي شيء كان من أعضاء هذه البقرة فالمعجزة حاصلة۔"(۹)

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللّهَ مُبْتَلِيكُم بِنَهَرٍ (۱۰)

پھر جب چلا طالوت لشکر لے کر تو اس نے کہا بے شک اللہ آزمائش کرے گا تمہاری ایک دریا سے۔

تفسیر احمدی کا ترجمہ:

''پھر جب روانہ ہوا قدآور بادشاہ فوجوں کے ساتھ تو نبی نے کہا کہ اللہ آزمائے گا تم کو ایک نہر سے۔''(۱۱)

اس آیتِ مبارکہ میں طالوت نے اپنے لشکر کو کہا لیکن مولوی میر محمد سعید نے اس کا مصداق نبی کو قرار دیا اور طالوت نبی نہیں تھے۔اس آیت کے ترجمہ میں دو تحریفات کی گئی ہیں ایک تو یہ کہ طالوت سے قدآور بادشاہ مراد لیا ہے تاکہ اگلی بات کہنا آسان ہو سکے۔دوسرا یہ کہ قدآور کو نبی کہا ہے۔حالانکہ قرآنی آیت خود بتاتی ہے کہ یہ دونوں شخص الگ ہیں ایک نہیں۔جب قوم نے اپنے درمیان امیر بنانے کا نبی سے کہا تو نبی نے جواب دیا''**وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا**''(۱۲) تو یہ آیت خود دلالت کر رہی ہے کہ یہ دونوں شخصیات الگ تھیں نہ کہ ایک۔اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِذْ قَالَ اللّهُ يَا عِيسَى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُواْ (۱۳)

جب کہا اللہ نے اے عیسیٰ بے شک میں واپس لے لوں گا تمہیں اور اٹھا لوں گا تم کو اپنی طرف اور پاک کر دوں گا تم کو ان لوگوں کے (گندے ماحول) سے جو کافر ہیں۔

تفسیر احمدی کا ترجمہ:

''اور جس وقت فرمایا اللہ نے اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں تیری روح قبض کرنے والا ہوں پھر تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور منکروں سے تجھے پاک کرنے والا ہوں۔''(۱۴)

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلاَّ رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ (۱۵)

اور نہیں ہیں محمد ﷺ مگر ایک رسول بے شک ہو گزرے ہیں اس سے پہلے بھی بہت سے رسول۔

تفسیر احمدی کا ترجمہ:

''اور نہیں ہے محمدؐ مگر ایک رسول اس کے پہلے سب رسول مر چکے۔''(۱۶)

مذکورہ آیت میں لفظ ''خلت'' کا معنی مر چکے کیا ہے جو کہ کسی لغت سے ثابت نہیں اور نہ ہی آج تک کسی مفسر نے اس آیت سے یہ معنی مراد لیا ہے۔اگر ''خلت'' کا معنی موت لیتے ہیں تو درج ذیل آیات میں بھی یہی معنی کرنا ہونگے۔

وَإِذَا خَلاَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ۔(۱۷) وَإِذَا خَلَوْا عَضُّوا عَلَيْكُمُ الأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ۔(۱۸)

قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِكُمْ سُنَنٌ۔(۱۹)

قرآن مجید کی ان آیات مبارکہ میں لفظ ''**خلت**'' آیا ہے لیکن قادیانی جماعت بھی ان کا معنی موت نہیں کرتی۔جس سے ثابت ہوتا ہے کہ **خلت** کا معنی موت نہیں یہ محض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو ثابت کرنے کے لیے غلط ترجمہ کیا گیا ہے۔

''سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرَی بِعَبْدِهِ لَيْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الأَقْصَی۔ (۲۰)

''پاک ہے وہ ذات جو لے گئی اپنے بندے کو راتوں رات مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک۔''

تفسیر احمدی کا ترجمہ:

''وہ پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے پیارے محمدؐ کو راتوں رات مسجدِ حرام سے اس اخیر مسجد تک۔''(۲۱)

اخیر مسجد سے حاشیہ میں مولوی میر محمد سعید لکھتا ہے کہ اس سے مراد بیت المقدس یا مسجد نبوی یا مسیح موعود کی مسجد ہے۔

جبکہ قرآن میں بالکل واضح ہے کہ خاتم النبیین آنحضرت ﷺ نے مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک سفر کیا۔ اس میں کسی قسم کا کوئی ابہام نہیں لیکن مولوی میر محمد سعید نے قرآنی آیت کے مفہوم کو ہی تبدیل کر دیا ہے۔تا کہ مرزا غلام احمد کی نبوت ثابت ہو سکے۔

وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْراً حَسَناً۔ (۲۲)

''اور خوشخبری دے مؤمنوں کو جو کرتے ہیں نیک عمل کہ یقیناً ان کے لئے ہے اجر بہت اچھا۔''

تفسیر احمدی کا ترجمہ:

''اور خوشخبری ان ایمانداروں کو دے جو بھلے کام کریں یہ کہ ان کے لئے اچھا اجر ہے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔''(۲۳)

حاشیہ میں لکھتے ہیں یہ پیش گوئی مسیح موعود کی جماعت کے لئے ہے۔

وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَال ۔(۲۴)

''اور جس دن چلائیں گے ہم پہاڑوں کو۔''

تفسیر احمدی کا ترجمہ:

''اور جس دن ہم بڑے بڑے پہاڑوں کو چلا دیں گے۔''(۲۵) حاشیہ میں لکھتے ہیں یعنی بڑے بڑے آدمیوں کو مار ڈالیں گے پہاڑوں سے بڑے آدمی بھی مراد ہیں۔ جبال کا یہ مفہوم نہ آج تک کسی مفسر نے کیا ہے اور نہ ہے کسی لغت عرب میں یہ محض خرق عادت واقعہ کا انکار کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔

حَتَّى إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ۔(۲۶)

یہاں تک کہ جب پہنچا وہ طلوعِ آفتاب کے مقام تک۔

تفسیر احمدی کا ترجمہ:

''یہاں تک کہ جب وہ آفتاب نکلنے کی جگہ پہنچا۔''(۲۷) حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ اس سے مراد شرقی طرف بلوچی قوم جہاں ہے مشرقی حدود سلطنت بلوچستان۔

يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ (۲۸)

(اور حکم دیا تھا کہ) اے پہاڑو تسبیح و مناجات میں ساتھ دو اس کا اور (یہی حکم دیا تھا) پرندوں کو بھی۔

تفسیر احمدی کا ترجمہ:

''اے پہاڑ والے بڑے آدمیو! اے سوار والے پرندو! تم بھی داؤد کے ساتھ تسبیح کرو۔''(۲۹)

حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ پرندوں سے مراد سلیمانی جہاز خوش اقبال موافقت سے بڑے تیز چلتے تھے۔ یہاں بھی تحریف قرآنی کر کے حضرت داؤد علیہ السلام کے معجزات کا انکار کیا ہے۔

وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ (۳۰)

''اور (اس رسول کی بعثت) ان دوسرے لوگوں کے لئے بھی ہے جو انہی میں سے ہیں اور ابھی نہیں ملے آ کر ان کے ساتھ۔''

تفسیر احمدی کا ترجمہ:

''اور ان میں سے پچھلوں کو جو ابھی ان سے ملے نہیں۔''(۳۱) حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ اس سے مراد مسیح موعود کی جماعت ہے۔

اس کے علاوہ مولوی میر محمد سعید نے حصہ دوم میں بھی بہت سی تفسیری غلطیاں کی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

جماعت احمدیہ کا قرآن میں حروف مقطعات کے متعلق سلف و صالحین سے ہٹ کر یہ عقیدہ ہے کہ اس کا معنی اللہ نے سب لوگوں پر واضح کر دیا ہے کسی سے پوشیدہ نہیں۔اسی عقیدے کو تقویت دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ'' الٓمّٓ یعنی انا اللہ اعلم۔حضرت علی وابن عباس وابی ابن کعب وحضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم نے یہی معنی کئے ہیں اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ومہدی مسعود نے بھی مجھے یقین ہے کہ انہوں نے ابن عباسؓ وابن مسعودؓ کی تقلید سے یہ معنی نہیں کیئے بلکہ اپنے ذوق وتحقیق سے بیان کئے۔معنی یہ ہیں میں اللہ بہت جاننے والا ہوں۔(۳۲)

مفتی محمد شفیع صاحب اپنی تفسیر معارف القرآن میں حروف مقطعات کے متعلق لکھتے ہیں کہ''حروف مقطعات جو اوئل سور میں آئے ہیں ان کے متعلق بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ یہ ان سورتوں کے نام ہیں،بعض حضرات نے فرمایا کہ اسماء الٰہیہ کے رموز ہیں،مگر جمہور صحابہؓ وتابعینؒ اور علماء امت کے نزدیک راجح یہ ہے کہ یہ حروف رموز اور اسرار ہیں جس کا علم صرف خدا تعالیٰ کے کسی کو نہیں اور ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس کا علم بطور ایک راز کے دیا گیا ہو،جس کی تبلیغ امت کے لئے روک دی گئی ہو،اس لئے آنحضرت ﷺ سے ان حروف کی تفسیر وتشریح میں کچھ منقول نہیں۔امام تفسیر قرطبی نے اپنی تفسیر میں اسی کو اختیار فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ''عامر شعبی،سفیان ثوری اور ایک جماعت محدثین نے فرمایا ہے کہ ہر آسمانی کتاب میں اللہ تعالیٰ کے کچھ خاص رموز واسرار ہوتے ہیں اسی طرح یہ حروف مقطعہ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا راز ہیں،اس لئے یہ ان متشابہات میں سے ہیں جن کا علم صرف حق تعالیٰ ہی کو ہے ہمارے لئے ان میں بحث وگفتگو بھی جائز نہیں مگر اس کے باوجود وہ ہمارے فائدے سے خالی نہیں،اول تو ان پر ایمان لانا پھر ان کا پڑھنا ہمارے لئے ثواب عظیم ہے،دوسرے ان کے پڑھنے کے معنوی فوائد وبرکات ہیں،جو اگر چہ ہمیں معلوم نہ ہوں مگر غیب سے وہ ہمیں پہنچتے ہیں۔''پھر فرمایا''حضرت ابو بکر صدیقؓ فاروق اعظمؓ عثمان غنیؓ علی مرتضیٰؓ عبداللہ بن مسعودؓ وغیرہ جمہور صحابہؓ کا ان حروف کے متعلق یہی عقیدہ تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اسرار ہیں،ہمیں ان پر ایمان لانا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں،اور جس طرح آئے ہیں ان کی تلاوت کرنی چاہیے،مگر معنی معلوم کرنے کی فکر میں پڑنا درست نہیں۔''ابن کثیرؒ نے بھی علامہ قرطبیؒ وغیرہ سے نقل کر کے اسی مضمون کو ترجیح دی ہے،اور بعض اکابر علماء سے جو ان حروف کے معنی منقول ہیں اس سے صرف تمثیل وتنبیہ اور تسہیل مقصود ہے،یہ نہیں کہ مراد حق تعالیٰ یہی ہے۔(۳۳)

مولوی میر محمد سعید وَبِالآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُون(۳۴) کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ''وہ پچھلی آنے والی پر بھی یقین رکھتے ہیں جو فیض محمد سے مالا مال ہیں بسلسلۂ کلام نزول وحی میں ہے۔مطلب یہ ہوا کہ وہ پہلوں وحیوں اور الہاموں پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور جو خاتم النّبیین پر اتری اس پر بھی اور جو اس کے کامل متبعین وخداموں پر آئی

اورتا قیامِ قیامت آتی رہے گی اس پر بھی یقین رکھتے ہیں اور وہ غیر مقلد یا وہابی یا برہموں وآریہ نہیں ہیں۔(۳۵) مفسرین میں سے کسی نے بھی آخرۃ کا معنی وحی نہیں کیا اور اسی طرح یہ بات قرآن وحدیث کے بھی مخالف ہے یہ محض مولوی میر محمد سعید کی تحریف قرآنی ہے چنانچہ تفسیر ابن ابی حاتم میں لفظ آخرۃ کا معنی یہ بیان کیا گیا ہے ''عن ابن عباس(و بالآخرة هم يوقنون) اے بالبعث و القيامة و الجنة و النار والحساب و الميزان، اے هٰولآء الذين يزعمون انهم آمنوا بما كان قبلك و يكفرون بما جآ ئك من ربك''۔(۳۶)اسی طرح علامہ ماوردی لفظ آخرۃ کے متعلق لکھتے ہیں کہ ''وَبِالآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُون فيه تاويلان:أحدهما:يعنى الدار الآخرة۔والثانى:يعنى النشأة الآخرة و فى تسميتها بالدار الآخرة قولان:أحدهما:لتأخرها عن الدار الأولى۔والثانى:لتأخرها عن الخلق۔كما سميت الدنيا لدنوها من الخلق۔''(۳۷)

ت(۳۴) **بعوضة**۔مچھر کی مثال قرآن شریف میں کہیں نہیں آئی ہے۔(۳۸)حالانکہ لغت میں بعوضہ مچھر کو ہی کہتے ہیں۔

ت(۴۹) **يقتلون النّبيين**۔یقتلون کے ساتھ قتلاً نہیں ہے جس سے وقوع فعل قتل ثابت نہیں۔(۳۹)

ت(۵۰)**قردة خاسئين**۔اس میں ان کی تبدیلی روحانیت اور ان کی ذلت کی طرف اشارہ ہے۔(۴۰)علامہ آلوسی اپنی تفسیر میں اس واقعہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ

> "وظاهر القرآن أنهم مسخوا قردة على الحقيقة،وعلى ذلك جمهور المفسرين و هو الصحيح و ذكر غير واحد منهم أنهم بعد أن مسخوالم يأكلوا ولم يشربوا ولم يتناسلوا ولم يعشوا أكثر من ثلاثة أيام،وزعم مقاتل أنهم عاشوا سبعة أيام و ماتوا فى اليوم الثامن۔واختار ابوبكر بن العربى أنهم عاشوا وأن القردة الموجودين من نسلهم ويرده مارواه مسلم عن ابن مسعودؓ "ان الله تعالى لم يهلك قوماًأويعذب قوماًفيجعل لهم نسلاً وأن القردة والخنازير كانوا قبل ذلك۔"(٤١)

ت(۵۱) **تذبحوا بقرة**۔اس کی تفسیر میں مشہور قصے کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ''گائے کی پرستش ہورہی تھی فرعون وغیرہ گائے کی پوجا کررہے تھے اس لئے ایک خاص گائے کے ذبح کرنے کا حکم ہوا بطور اعلاء کلمۃ اللہ کے''۔(۴۲)

ت(۵۲)**و اذ قتلتم نفسا**۔اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ''ایک یہودی نے ایک مسلم عورت کو ماردیا وہ قریب الموت حالت میں بتا گئی کہ اس کا قاتل کون تھا پس حکم ہوا اس کو ماردو''۔(۴۳) یہاں دو باتوں کا انکار کیا گیا

ہے۔ایک تو یہ کہ قتل عورت ہوئی تھی مرد نہیں۔دوسرا یہ کہ خدا کے حکم سے گائے کے گوشت کو اس لاش کے ساتھ لگایا گیا تو اس نے اپنا قاتل خود ہی بتا دیا۔چنانچہ علامہ ابن کثیر نے اس واقعہ کو مکمل بیان کیا ہے کہ

”حدثنا الحسن بن محمد بن الصباح،حدثنا يزيد بن هارون أنبأنا هشام بن حسان،عن محمد بن سيرين،عن عبدة السلمانى،قال:كان رجل من بنى اسرائيل عقيماًلا يولد له،وكان له مال كثير،وكان ابن اخيه وارثه،فقتله ثحتمله ليلا فوضعه على باب رجل منهم،ثم أصبح يد عيه عليهم حتى تسلحوا،وركب بعضهم الى بعض،فقال ذووالرأى منهم والنهى:علام يقتل بعضكم بعضاًو هذا رسول الله فيكم؟فأتوا موسيعليه السلام،فذكرواذلك له،فقال:[ان الله يأمركم ان تذبحوا بقرة قالوا أتتخذنا هزواًقال اعوذ بالله ان اكون من الجاهلين]قال:فلو لم يعترضوا[البقر]لأجرأت عنهم أدنى بقرة،ولكنهم شددوا فشدد عليهم،حتى انتهوا الى البقرة التى امروا يذبحهافوجدوهاعند رجل ليس له بقرة غيرها،فقال:والله لا انقضها من مل ء جلدها ذهبا،فأخذوها بمل ء جلدها ذهبا فذبحوها،فضربوهببعضها فقام فقالوا:من قتلك؟فقال هذا لأبن اخيه،ثم مال ميتاً،فلم يعط من ماله سيا،فلم يورث قاتل بعد۔“(٤٤)

ت(۱۴۳) **بأذن الله**۔کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ”اس پر وقف ہے یعنی پچھلا قصہ ختم ہو گیا کسی دوسرے موقع پر حضرت داؤد علیہ السلام نے بھی ایک جالوت کو قتل کیا تھا“۔(۴۵)

اس آیت کی تفسیر میں اصل حقیقت کو چھپانے کے لئے یہی حیلہ اختیار کیا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے جس جالوت کو قتل کیا تھا یہ وہی جالوت تھے جس کے مقابلے میں حضرت طالوت آئے تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام بھی حضرت طالوت کے زمانے کے ہی ہیں۔

ت(۱۷۹۳) **دابة الأرض**۔اس جانور کی شکل اور مقامِ خروج اور وقتِ خروج میں بڑا اختلاف ہے اس کے اندر مولوی میر محمد سعید نے مختلف اقوال بیان کرنے کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کے قول کو ترجیح دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ ”سب باتوں کا فیصلہ جو کہ حضرت امام ہمام المسیح موعود نے فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ دابۃ الأرض سے مراد طاعون ہے وہ اہل اللہ کو مختلف اشکال میں دکھائی دیتے ہیں جیسا کہ حضرت کو ہاتھی کی شکل میں جس کا چہرہ انسان کا ہے طاعون دکھائی دی“۔(۴۶) مزید ”**دابة الأرض**“ کی تحقیق میں لکھتے ہیں کہ ”**دابة الأرض**“ سے مراد حضرت سلیمان علیہ السلام کا بیٹا ہے جس کا نام رجعام ہے یہ بدبخت نالائق و بدچلن تھا جس کے سبب سے سلطنت میں زوال

پیدا ہوگیا یہاں تک کہ بنی اسرائیل کے دس قبیلے باغی ہوگئے''۔(۴۷)

مولوی میر محمد سعید یاجوج ماجوج کے متعلق لکھتے ہیں کہ ''یاجوج ماجوج دوآدمیوں کا نام ہے جو کہ انگریزوں اور روسیوں کے مورث اعلیٰ تھے چونکہ عرب میں قوموں کا نام ان کے مورثِ اعلیٰ سے لیا جاتا ہے اس لئے ان قوموں کا نام یاجوج ماجوج رکھا گیا''۔(۴۸) تفسیر ابن عباس میں یاجوج ماجوج کے متعلق ہے کہ

"یفسدون أرضنا یأکلون رطبنا ویحملون یابسنا و یقتلون أولادنا ویقال یفسدون فی الارض أی یأکلون الناس و یأجوج کان رجلاًو مأجوج کان رجلاًوکانا من بنی یافث و یقال سمی یأجوج و مأجوج لکثرتھم۔"(٤٩)

اسی طرح صفوۃ التفاسیر میں ہے

"قال القوم الذی القرنین:ان یأجوج و مأجوج قبیلتان من بنی آدم فی خلقھم تشویة،منھم مفرط فی الطول،ومنھم مفرط فی القصر،قوم مفسدون بالقتل والسلب والنھب وسائر وجوہ الشر قال المفسرون: کانوا من آکلة لحوم البشریخرجون فی الربیع فلا یترکون أخضر الا أکلوہ،ولا یأبسا الا احتملوہ۔"(٥٠)

ت(۱۷۷۷) اَلْھُدُھُدُ۔ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ ''یہ بلقیس کے چچا کا نام ہے جو اس کا دشمن بھی تھا''۔ (۵۱) القاموس الوحید میں ہے کہ ''الھد الھد: ہدہد (ایک پرندہ) ۲۔ بہت بولنے والا کبوتر (۳) کوکو کی آواز نکالنے والا ہر پرندہ (۵۲)

مولوی میر محمد سعید قرآن مجید کی آیت مرزا غلام احمد قادیانی پر چسپاں کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''فتمنو الموت'' یہی مباہلہ مسیح موعود و مہدی مسعود حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے تمام علماء مخالف علماء و مشائخ کے مقابلے میں شائع فرمایا کہ جس کے لئے کوئی نہیں کیونکہ آئندہ آیت میں خدا نے پیش گوئی فرمادی ''فاسعوا الیٰ ذکر الله''۔(۵۳)

مولوی میر محمد سعید ''جن'' کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''نصیبین یمن کا ایک بڑا شہر تھا وہاں کے یہود ''جن'' کہلاتے تھے۔(۵۴) یہاں پر مفہوم قرآن کے خلاف بیان کیا گیا ہے اس لیے کہ قرآن نے انسان اور جن کو دو الگ مخلوق قرار دیا ہے اور دونوں کی تخلیق بھی الگ الگ ہوئی ہے چناچہ قرآن تخلیق جن کے متعلق فرماتا ہے

"وَلَقَدْ خَلَقْنَا الإِنسَانَ مِن صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ وَالْجَآنَّ خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ مِن نَّارِ السَّمُومِ(۵۵)

اوضح القرآن مسمیٰ بہ تفسیر احمدی میں مذکور امتیازی مسائل کا جائزہ:

مولوی میر محمد سعید قیامت تک انبیاء کے سلسلے کے بھی قائل ہیں چنانچہ اس بات کو اپنی تفسیر میں یوں لکھتے ہیں کہ ''ابوالانبیاء جس کا مثل فضیلتِ تامہ میں کبھی ہوا ہے نہ ہوگا۔صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وخلفاء اجمعین۔اب آپ کی مہر کے بغیر کوئی حکم شرعی نافذ نہیں ہوسکتا یہی معنی ہیں ختم نبوت کے نہ کہ فیضانِ نبوت کا بند ہو جانا۔(۵۶) مزید ایک جگہ پر مرزا غلام احمد کے متعلق لکھتے ہیں کہ تعجب ہے کہ آج کل کے مسلمان پر کہ وہ اس زمانے میں کسی بشیر و نذیر کی ضرورت نہیں مانتے حالانکہ اہل کتاب کی تقریباً چھ سو سالہ فطرت کو ان کے لئے یہ کہہ دینے کو جائز قرار دیتی ہے کہ ہمارے پاس کوئی بشیر و نذیر نہیں آیا اور یہ مسلمان تیرہ سو سال بعد بھی اس نذیر کو نہیں مانتے جس کی سچائی اللہ تعالیٰ نے زور آور حملوں سے ظاہر کی ہے اور مسیح موعود نبی اللہ ہوگا اور وہ مع اپنے کمالات کے ظاہر ہوگا۔(۵۷)

یہاں مرزا غلام احمد کو حضور ﷺ کی طرح بشیر و نذیر قرار دیا ہے۔اسی طرح مولوی میر محمد سعید نے اپنی تفسیر میں نبی کی تین اقسام بیان کی ہیں ان میں سے ایک میں مرزا غلام احمد کو بھی شامل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''نبیوں کی تین قسمیں ہیں ایک شریعت لانیوالے اور ایک شریعت کے موئید اور تیسرا اور ایک نبی ہے جو امتی نبی کہلاتا ہے۔اور وہ آنحضرت ﷺ کا کامل بروز ہے.................اس میں حضور ﷺ کی بعثت ثانیہ کا ذکر ہے۔''(۵۸)

ت(۲۰۱۲) نفوراً۔اس میں آنحضرت ﷺ کی بعثتِ اولیٰ کا حال اور بعثت ثانی کے منکرین کی حالت کی طرف بھی بطور پیش گوئی بھی اشارہ ہے۔(۵۹)

مزید مرزا غلام احمد کو نبی ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''**شاھد منه**'' اس میں نبی کریم ﷺ کی سچائی کا بیان ہے کہ آپ کی سچائی زمانہ ماضی، حال، مستقبل میں ثابت ہے۔ماضی میں تو موسیٰ کی کتابِ امام ہے...... حال میں آپ کی سچائی کا ثبوت قرآن کریم اور وہ آیات ہیں جن کا ظہور آپ ﷺ کے ہاتھ پر ہوا...... مستقبل میں ایک شاہد ہوگا جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کیا جائے گا اور وہ دنیا میں آپ کی سچائی کا ثبوت ہوگا اور وہ مسیح موعود ہے جو دنیا میں اس لئے مبعوث کیا گیا کہ آنحضرت ﷺ کی نبوت اور فیضان کا گواہ ہے۔(۶۰)

مولوی میر محمد سعید مرزا غلام احمد کو قرآنی آیت ''**اسمهٗ احمد**'' کا مصداق قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد نبی کریم ﷺ بھی آئے اور مسیح موعود بھی آئے۔''**احمد**'' آپ بھی تھے اس لحاظ سے کہ آپ اللہ کی بڑی تعریف کرنے والے تھے مگر آپ ''محمد'' بھی تھے اور مسیح موعود بھی چادر احمد اوڑھ کر اسمِ احمد سے مشرف ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ''احمد'' سے خطاب کیا ہے بذریعہ وحی والہام اور آپ کا علم عند اللہ ''احمد'' ہے''۔(۶۱)

اس آیت سے مراد آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ یہاں بھی تحریف قرآنی سے کام لیا گیا ہے۔ چناچہ وھبہ الزحیلی فرماتے ہیں کہ:

"وأذكر أيضا أيها النبى لقومك خبر عيسى حين قال:يا بنى اسرائيل،انى رسول الله اليكم بالانجيل،لم آتكم بشى ء يخالف التوراة،وأنما أؤيدها و أكملها فكيف تعصونني؟وأن التورات بشرت بى،وأنا مبشر بمن بعدى:و هوالرسول العربى أحمد۔أى أحمد الناس لربه،وهو محمد عليه الصلاة والسلام ،فلما جاء أحمد المبشر به فى الكتب المتقدمة بالمعجزات والأدلة القاطعة،قال الكفار:هذا سحر واضح لا شك فيه۔

أخرج البخارى و مسلم عن جبير بن مطعم قال:سمعت رسول الله يقول:أن لى أسماء:أنا محمد، و أنا احمد ،وأنا الماحى اللذى يمحوالله به الكفر ،وأنا الحاشر الذى يحشر الناس على قدمى(أى بعدى)وأنا العاقب أى الآخر الآتى بعد الأنبياء۔"(٦٢)

مزید مرزا غلام احمد کے متعلق لکھا ہے کہ "علی الدین کلہٖ" یہ پیش گوئی رسول مقبول ﷺ کے زمانے میں پوری تو ہوچکی مگر بعض دین مخفی اور بعض قومیں نامعلوم تھیں اس لئے ان پر حجت پوری کرنے کو بہت سے صدیق اور ولی بھیجے گئے جو فیوضِ نبوت سے حسبِ استعداد خود مالا مال تھے تا آنکہ مسیح موعود کا زمانہ بھی مقرر ہوا جیسا کہ تفسیروں میں ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے فرمایا کہ سرکار دو جہاں ﷺ سے دو امر متعلق تھے۔ ایک تکمیلِ ہدایت دوسرے تکمیلِ اشاعتِ ہدایت۔ تکمیلِ ہدایت تو قرآن شریف اور اعمالِ نبوی نے پوری کردی اور بقیہ تکمیلِ ہدایت وخدمتِ دین سید المرسلین کے لئے حضرت مسیح موعود کا زمانہ مقرر ہوا۔ آنحضرت ﷺ کا جلالی نام "محمد" تھا جس کا ظہور تلوار اور دوسری جلالی پیش گوئیوں سے ظاہر ہوچکا ہے اور دوسرا اسم شریف جمالی "احمد" تھا جو اشاعتِ ہدایت کے لئے اخیر زمانہ میں بارنگ مسیح موعود ظاہر ہوا صلی اللہ علیہ وسلم۔(٦٣) تفسیر مظہری میں اس آیت کی تفسیر میں ہے کہ

"هوالذى ارسل رسوله،محمداصلعم بالهدى أى بما يهتدى به الناس الى الحق من القرآن والمعجزات الباهرة و دين الحق أى دين الله و هو الملة الحنيفةالبيضاء ليظهره بالسيف والحجة على الدين كله أى جميع الأديان۔" (٦٤)

اسی طرح اس آیت میں "علی الدین کلہ" کا لفظ آیا ہے۔ اس میں لفظ کل کا تقاضا ہے کہ دین محمد ﷺ قیامت تک سب ادیان پر غالب رہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق عقیدہ:

مولوی میر محمد سعید دوسرے قادیانیوں کی طرح یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پا گئے ہیں اوران کی قبر سری نگر کشمیر میں ہے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق مرزا غلام احمد کی تقلید کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ''متوفیك، ممیتك''ابن عباس، بخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورۂ مائدہ۔ جب لفظ ''توفی'' باب تفعل سے ہو اور اللہ تعالیٰ اس کا فاعل ہو انسان کا اس کا مفعول ہو تو سوا قبضِ روح کے اس کے اور کوئی معنیٰ نہیں۔ (۶۵) ان دلائل کے ذریعے سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کو ثابت کرنا ہے لیکن یہ تمام دلائل اصولی طور پر غلط ہیں اس لئے کہ جو یہ اصول بیان کیا گیا ہے کہ جہاں ''توفی'' کے لفظ میں خدا فاعل اور انسان مفعول بہ ہو وہاں ہمیشہ ''توفی'' کا معنیٰ مارنے اور روح قبض کرنے کے آتے ہیں۔ یہ قاعدہ علم النحو کی کسی کتاب میں بھی موجود نہیں، مولوی میر محمد سعید نے یہ قاعدہ اپنی طرف سے گھڑا ہے۔

مولوی میر محمد سعید کا یہ کہنا کہ متوفیک کا معنی ممیتک کے علاوہ ہو ہی نہیں سکتا تو درج ذیل مرزا غلام احمد کے الہامات کے متعلق ان کا کیا جواب ہوگا۔

۱۔ انی متوفیك و رافعك الی۔ میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ (۶۶) یہ مرزا کے بقول اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر الہام ہوا تھا۔

۲۔ یعیسیٰ انی متوفیك ۔ اس جگہ مرزا نے اس کا معنیٰ کیا ہے میں تجھے ذلیل اور لعنتی موت سے بچاؤں گا۔ (۶۷) ان جگہوں پر یہ قاعدہ خود ہی ٹوٹ رہا ہے اس لئے کہ ان جگہوں پر لفظ ''توفیٰ'' ہے خدا فاعل ہے اور مرزا غلام احمد مفعول بہ، پھر بھی اس کے باوجود موت کے معنیٰ نہیں کئے جا رہے اور اسی طرح یہ کہنا کہ قرآن مجید میں لفظ '' توفیٰ'' کا معنیٰ قبضِ روح اور مارنے کے اور کوئی معنیٰ نہیں ہے، اس بات کی تردید خود جماعت احمدیہ کے خلیفہ ثانی مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنی تفسیر میں کی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ'' ثم توفیٰ کل نفس ما کسبت و ھم لا یظلمونـ'' پھر ہر ایک شخص کو جو کچھ اس نے کمایا ہوگا پورا (پورا) دے دیا جائے گا اور ان پر (کچھ بھی) ظلم نہیں کیا جائے گا۔ (۶۸)

۲۔ ووفیت کل نفس ما کسبت و ھم لا یظلمون (۶۹)

''ہر شخص نے جو کچھ کمایا ہوگا (اس دن) وہ اسے پورا پورا دے دیا جائے گا اور ان پر (کچھ بھی) ظلم نہیں ہوگا۔'' (۷۰)

۳۔ فاما الذین اٰمنوا و عملوا الصٰلحت فیوفیھم اجورھم (۷۱)

''پھر جو لوگ مؤمن تھے اور انہوں نے نیک (ایمان کے مناسب حال) عمل کئے تھے انہیں وہ ان کے پورے پورے بدلے دے گا۔''(۷۲)

مرزا بشیر الدین محمود احمد نے ان آیات مبارکہ کے ترجمے میں '' توفی '' کا معنی موت نہیں کیا۔اسی طرح یہ کہنا کہ احادیث میں جہاں کہیں "**توفی**" کا لفظ استعمال ہوا ہے وہاں پر'' **توفی** " کا معنی مارنا ہی آیا ہے ۔ یہ دعویٰ بھی غلط ہے ۔اس لیے کہ حدیث مبارکہ ہے "**عن ابن عمر**رضی اللہ عنہ **واذا رمی الجمارلا یدری احد ماله حتی یتوفه الله یوم القیامة**۔"(۷۳) جب رمی جمار کیا جائے نہیں جانتا کوئی آدمی کہ اس کے لیے کیا ثواب ہے یہاں تک کہ پورا انعام دے گا اسے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ۔اس حدیث میں '' توفی '' کا معنی موت نہیں لیا جا سکتا۔

اور اسی طرح ''**توفی** '' کا معنی وفیٰ ہے اور اس کا حقیقی معنی کسی چیز کا پورا لینا ہے جب کہ مجازی طور پر نیند اور موت کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے مگر کسی قرینہ کے سبب ۔اور اسی طرح مفسرین نے'' **توفی** '' کی تین معنی بیان کیے ہیں ۔

۱۔نیند ۲۔موت ۳۔آسمان پر اٹھانا

اکثر مفسرین نے''توفی'' کا معنی پورا پورا لینا بیان کیا ہے جبکہ بعض نے نیند اور بعض نے اس سے موت مراد لیا ہے اگر اس کا معنی نیند کیا جائے تو پھر اس طرح ہوگا ''اے عیسیٰ میں تجھے سلاؤں گا اور اسی حالت میں تجھے آسمان پر اٹھاؤں گا۔اور اگر اس آیت میں '' توفی '' کا معنی موت لیا جائے تو پھر آیت قرآنیہ میں عمل تقدیم وتاخیر کیا جائے گا کہ رفع اور تطہیر کا وقوع پہلے ہوگا اور موت نزول علی الارض کے بعد واقع ہوگی ۔

اسی طرح یہ کہنا کہ قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی لفظ'' توفیٰ '' آیا ہے وہاں سوائے قبضِ روح اور موت کے اور کوئی معنی نہیں یہ بات بھی سراسر غلط ہے اور قرآن خود اس بات کی تردید کر رہا ہے۔

وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُواْ۔ (۷۴)

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجاً يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْراً۔ (۷۵)

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجاً وَصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِم۔ (۷۶)

وَمَا تُنفِقُواْ مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لاَ تُظْلَمُون۔ (۷۷)

ان آیات مبارکہ میں لفظ توفی آیا ہے لیکن معنی قبض روح اور موت نہیں کیا جا سکتا۔

خلاصۂ بحث:

جماعت احمدیہ کے اس ترجمہ قرآن سے درج ذیل امور اخذ کیے ہیں:

۱۔ قادیانی مفسرین نے سلف وصالحین کے تفسیری منہج کو چھوڑ کر اپنے عقائد ونظریات کو ثابت کرنے کے لیے تراجم قرآن لکھے۔

۲۔ مولوی میر محمد سعید کے ترجمہ قرآن میں معجزات کا اور خرق عادت کا انکار کثرت سے پایا جاتا ہے۔

۳۔ اس ترجمہ قرآن میں اس بات کی بھی کوشش کی گئی ہے کہ قرآنی آیات کا مصداق مرزا غلام احمد اور اس کے پیروکار ہیں۔

علاوہ ازیں موجودہ دور میں باطل فرقوں میں سے قرآنیات پر سب سے زیادہ کام جماعت احمدیہ کی طرف سے ہورہا ہے۔لیکن اس کا مقصد تحریف قرآنی کے ذریعے اپنے عقائد ونظریات کو ثابت کرنا ہے۔جس کی مثال ہمیں اس ترجمہ قرآن سے ملتی ہے۔اس میں قادیانی عقائد کو ثابت کرنے کے لیے تراجم قرآن کے ساتھ ساتھ قرآنی تفاسیر میں بھی عقائد کا بین السطور اظہار کیا ہے۔جس سے عام قاری کے لیے دوران مطالعہ یہ تفریق کرنا مشکل ہے کہ یہ تفاسیر کن نظریات وعقائد کا پرچار کررہی ہیں۔

اس لیے موجودہ دور میں جس طرح اہل علم امت مسلمہ کو باطل عقائد ونظریات سے محفوظ رکھنے کے لیے کوششیں کررہے ہیں وہاں ان پر یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ امت مسلمہ کو گمراہ کرنے کے لیے اس قسم کے جو بھی غلط قرآنی تراجم یا قرآنی تفاسیر لکھی گئی ہیں یا لکھی جاری رہی ہیں ان کو منظر عام پر لاکر تفسیر بالرائے المذموم کی نشاندہی کریں تاکہ امت مسلمہ گمراہ اور تحریف شدہ تراجم قرآن سے آگاہی پاکر ایمان جیسی نعمت کو محفوظ رکھ سکے۔

حوالہ جات وحواشی

(۱۔الف) ترمذی،ابوعیسی محمد بن عیسی،السنن (مکتبہ رحمانیہ،لاہور) باب ماجاء یفسر القرآن برأیہ،۵۸۹/۲۔

(۱۔ب) مولوی میر محمد سعید کے حالات تحریری شکل کہیں بھی دستیاب نہیں،جومختصر حالات راقم نے قلم بند کئے ہیں وہ خواجہ ایاز صاحب شیخ التفسیر جامعۃ المبشرین چناب نگر سے ملاقاتکے دوران معلوم ہوئے ہیں۔

یہ جماعت احمدیہ کے ابتدائی بزرگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ میر محمد سعید قادری حنفی والد کا نام عبدالعزیز کشمیری جو کہ علاقہ کے جید علماء میں شمار ہوتے تھے۔ محمد سعید ۱۲۷۳ھ کو کشمیر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ڈوگرہ راج کی وجہ سے آپ کو کشمیر سے بھوپال لے آئے اور یہیں آپ تعلیم حاصل کرتے رہے۔ مزید تعلیم کے لئے آپ بھوپال سے حیدرآباد دکن آ گئے۔ آپ ہندوستان کی مختلف درسگاہوں سے خصوصاً شاہ ولی اللہؒ کے مدرسہ رحیمیہ سے علم حاصل کیا۔ یہ بادشاہ محبوب علی خاں کی حکومت کا زمانہ تھا۔ بادشاہ نے آپ کو قطب زماں کا خطاب دیا۔

(۲) قادیانی، غلام احمد، مرزا، روحانی خزائن (نظارت اشاعت، ربوہ) ۵۱۸/۳۔

(۳) میر محمد سعید، مولوی، اوضح القرآن مسمیٰ بہ تفسیر احمدی (مطبع مرتضائی پریس آگرہ ۱۹۱۵ء) حصہ دوم، ص:۲۰۔

(۴) سورہ بقرہ، ۱:۵۶۔

(۵) اوضح القرآن مسمیٰ به تفسیر احمدی، حصہ اول، ۴۔

(۶) فیروزآبادی، محمد بن یعقوب، تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس (دارالکتب العلمیہ، لبنان) ۹/۱۔

(۷) البقرہ، ۲:۷۳۔

(۸) اوضح القرآن مسمیٰ به تفسیر احمدی، حصہ اول، ص:۶۔

(۹) ابن کثیر، عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن عمر دمشقی، حافظ علامہ، تفسیر القرآن العظیم المعروف تفسیر ابن کثیر (دارالکتب العلمیہ، بیروت لبنان، ۱۹۹۸ء) ۳۰۲/۱۔

(۱۰) البقرہ، ۲:۲۴۹۔

(۱۱) اوضح القرآن مسمیٰ به تفسیر احمدی، حصہ اول، ص ۲۰۔

(۱۲) آل عمران، ۳:۵۵۔

(۱۳) اوضح القرآن مسمیٰ به تفسیر احمدی، حصہ اول، ص:۲۶۔

(۱۴) آل عمران، ۳:۱۴۴۔

(۱۵) اوضح القرآن مسمیٰ به تفسیر احمدی، حصہ اول، ص:۳۱۔

(۱۶) بنی اسرائیل، ۱۷:۱۔

(۱۷) البقرہ، ۲:۶۷۔

(۱۸) آل عمران، ۳:۱۱۹۔

(۱۹) ایضاً، ۱۳۷۔

(۲۰) اوضح القرآن مسمیٰ به تفسیر احمدی، حصہ اول، ص:۱۲۱۔

(۲۱) سورۂ کہف، ۱۸:۲۔

(۲۲) اوضح القرآن مسمیٰ به تفسیر احمدی، حصہ اول، ص:۱۲۷۔

(۲۳) سورۂ کہف، ۱۸:۴۷۔

(۲۴) اوضح القرآن مسمیٰ بہ تفسیر احمدی، حصہ اول، ص:۱۲۹۔
(۲۵) سورۂ کہف، ۱۸:۹۰۔
(۲۶) اوضح القرآن مسمیٰ بہ تفسیر احمدی، حصہ اول، ص:۱۳۱۔
(۲۷) سورۂ سبا، ۳۴:۱۰۔
(۲۸) اوضح القرآن مسمیٰ بہ تفسیر احمدی، حصہ اول، ص:۱۸۴۔
(۲۹) سورہ جمعہ، ۶۲:۳۔
(۳۰) اوضح القرآن مسمیٰ بہ تفسیر احمدی، حصہ اول، ص:۲۳۸۔
(۳۱) ایضاً، حصہ دوم، ص:۴۔
(۳۲) ایضاً، ص:۵۔
(۳۳) محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن (ادارۃ المعارف، کراچی، ۱۹۷۷ء) ۱/۱۰۷۔
(۳۴) البقرہ ۲:۴۔
(۳۵) اوضح القرآن مسمیٰ بہ تفسیر احمدی، حصہ اول، ص:۲۔
(۳۶) الرازی، عبد الرحمٰن بن ابی حاتم محمد بن ادریس، تفسیر ابن ابی حاتم المسمیٰ تفسیر بالمأثور (دار الکتب العلمیہ بیروت، ۲۰۰۶ء) ۱/۳۰۔
(۳۷) ماوردی، ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب، النکت والعیون (دارالکتب العلمیہ، بیروت) ۱/۷۱۔
(۳۸) اوضح القرآن مسمیٰ بہ تفسیر احمدی، حصہ دوم، ص:۵۔
(۳۹) ایضاً، ص:۶۔
(۴۰) اوضح القرآن مسمیٰ بہ تفسیر احمدی، حصہ دوم، ص:۷۔
(۴۱) ایضاً۔
(۴۲) تفسیر روح المعانی، ۱/۳۵۲، ۳۲۳۔
(۴۳) اوضح القرآن مسمیٰ بہ تفسیر احمدی، حصہ دوم، ص:۷۔
(۴۴) ایضاً، ص:۱۵۔
(۴۵) تفسیر ابن کثیر، ۱/۲۹۴۔
(۴۶) اوضح القرآن مسمیٰ بہ تفسیر احمدی، حصہ دوم، ص:۴۲۔
(۴۷) ایضاً، ص:۱۱۹۔
(۴۸) ایضاً، ص:۱۳۶۔
(۴۹) ایضاً، ص:۱۰۴۔
(۵۰) تنویر المقیاس، ۱/۳۱۵۔

(۵۱) الصابونی،محمد علی،صفوۃ التفاسیر (دارالقرآن الکریم، بیروت،۱۹۸۱ء،ط:۱)۵۱/۲۔)
(۵۲) اوضح القرآن مسمیٰ بہ تفسیر احمدی،حصہ دوم،ص:۱۱۷۔
(۵۳) کیرانوی،وحیدالزمان،قاسمی،القاموس الوحید(ادارہ اسلامیات،ط:۱،۲۰۰۱ء)باب الھاء،ص:۱۷۵۱۔
(۵۴) ایضاً،ص:۱۷۵۔
(۵۵) ایضاً،ص:۱۸۳۔
(۵۶) الحجر،۱۵:۲۶۔۲۷۔
(۵۷) ایضاً،ص:۳۷۔
(۵۸) ایضاً،ص:۱۵۔
(۵۹) ایضاً،ص:۱۳۹۔
(۶۰) ایضاً،ص:۲۷۔
(۶۱) ایضاً،ص:۱۶۸
(۶۲) ایضاً،ص:۱۶۸۔۱۶۹۔
(۶۳) الزحیلی،وھبہ بن مصطفیٰ،التفسیر الوسیط (دارالفکر،دمشق،۱۴۲۲ھ)۲۶۴۷/۳۔
(۶۴) اوضح القرآن مسمیٰ بہ تفسیر احمدی،حصہ دوم،ص:۱۶۹۔
(۶۵) مظھری،محمد ثناء اللہ،تفسیر مظھری(مکتبہ رشدیہ،پاکستان،۱۴۱۲ھ)۶۵۰۹/۱۔
(۶۶) اوضح القرآن مسمیٰ بہ تفسیر احمدی،حصہ دوم،ص:۱۹۔
(۶۷) روحانی خزائن،۶۲۰/۱۔
(۶۸) ایضاً،۲۳/۱۲۔
(۶۹) بشیرالدین،محمود احمد،تفسیر صغیر(اسلام انٹرنیشنل پبلیشر لمیٹڈ ۱۹۹۰)ص:۷۵۔
(۷۰) آل عمران،۳:۲۵۔
(۷۱) تفسیر صغیر،ص۸۲۔
(۷۲) النساء،۴:۱۷۳۔
(۷۳) تفسیر صغیر،ص:۱۳۸۔
(۷۴) بقرہ،۲:۱۷۷۔
(۷۵) ایضاً،۲:۲۳۴۔
(۷۶) ایضاً،۲:۲۴۰۔
(۷۷) ایضاً،۲:۲۷۲۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆